## سنہ ۱۹۳۶ء

دل میں ہے عزمِ منقبتِ مرتضیٰ علیؑ — مشکل ہے مرحلہ مرے مشکل کشا علیؑ
مولا علیؑ، شریکِ شہِ انبیا علیؑ — دل میں ہے یا نبیؐ، جو زباں پر ہے یا علیؑ

واحد حدیثِ نور سے یہ لاکلام ہیں
اتنا ہی فرق ہے وہ نبیؐ یہ امامؑ ہیں

اسلام کا جسد ہیں محمدؐ تو سر علیؑ — وہ مبتدائے خلقت و خلقت، خبر علیؑ
وہ عقل یہ دماغ وہ دل اور جگر علیؑ — وہ علم با عمل کا مدینہ تو در علیؑ

خیر الوریٰ وہ ہیں تو یہ خیر الانام ہیں
وہ ختمِ انبیاؐ ہیں یہ پہلے امام ہیں

وہ ہیں لوائے حمد یہ حق کا نشان ہیں — وہ غیب کی صدا یہ تکلم کی شان ہیں
وہ آنکھ ہیں یہ نور وہ قالب یہ جان ہیں — وہ نفسِ ناطقہ ہیں یہ گویا زبان ہیں

امت کے وہ شفیع تو یہ دستگیر ہیں
وہ شاہ جزو و کل یہ جنابِ امیر ہیں

وہ دین کا شکوہ یہ حق کا وقار ہیں — وہ صاحبِ براق یہ دلدل سوار ہیں
وہ باغ یہ نسیم وہ گل یہ ہزار ہیں — وہ جڑ یہ شاخ دل کے چمن کی بہار ہیں

کیجے جدا علی کو تو پھر یہ فضا کہاں
جب شاخ ہی نہ ہو تو شجر کی ہوا کہاں

سب کے شرف نبیؐ ہیں نبیؐ کے شرف علیؑ — وہ مہرِ بے زوال مہِ بے کلف علیؑ
وہ شاہ ماعرف ہیں شہِ من عرف علیؑ — وہ لعلِ بے بہا ہیں تو درِ نجف علیؑ

وہ پیکرِ جمال، یہ روحِ جلال ہیں
وہ گوہرِ صفا ہیں یہ کعبہ کے لال ہیں

وہ مصطفےٰ بحکمِ مشیت یہ مرتضیٰ — وہ مرضیِ اِلٰہ تو یہ راضیِ رضا
وہ مدعیِ رسالتِ حق کے یہ مدعا — وہ تاجِ انبیا ہیں یہ سرتاجِ اولیا

منزل جدا ہو گر یہ کہوں مہر و ماہ ہیں
توحید کے یہ دونوں ہی عادل گواہ ہیں

رحمت کی اُن کے دم سے جو ہر سو ہوا چلی — ان کے بھی دم قدم سے ہر اک کی بلا ٹلی
وہ نخل ہیں یہ گل، جو وہ گل ہیں تو یہ کلی — وہ شمع ہیں یہ لَو، وہ تجلّی ہیں یہ جلی

آئینے دو ہیں برق سرِ طور ایک ہے
دو آنکھیں دیکھنے کو سہی نور ایک ہے

دل ایک نفس ایک سخن اور زبان ایک — قول ایک فعل ایک نظر ایک شان ایک
دم ایک گوشت ایک لہو ایک جان ایک — ہیں فاطمہ گواہ کہ ہے خاندان ایک

مخصوص یہ علی کو صفت بالیقیں ملی
زوجہ نبی کو ایک بھی ایسی نہیں ملی

ہر منزلت کا ختمِ رسالت پہ خاتمہ — ہر منقبت کا شمعِ امامت پہ خاتمہ
سب حجتوں کا مہرِ نبوت پہ خاتمہ — کل نعمتوں کا شاہِ ولایت پہ خاتمہ

ہم کیوں بتائیں فرق، عیاں مثلِ فجر ہے
اِن کی محبت اُن کی رسالت کا اجر ہے

لاسیف ہے قصیدۂ توصیفِ مرتضیٰ — نادِ علی ضمیمۂ تعریفِ مرتضیٰ
کعبے کا اوج باعثِ تشریفِ مرتضیٰ — تصنیفِ حق کی شان ہے تالیفِ مرتضیٰ

قرآں کی مے بھرو جو تولا کے ظرف میں
مضمر علیؑ کی مدح ہے ایک ایک حرف میں

ایما الف کا ہے کہ امامِ امم کہو — ایمان و اہلِ بیت و امیرِ امم کہو
بے کا بیان ہے کہ بقا کا بھرم کہو — یا باعثِ برات و براءت بہم کہو

تے سے نبی کی تیغ بھی تاب اور توان بھی
تطہیر کی تمیز بھی ہیں ترجمان بھی

ث سے ثباتِ حق میں ثبوتِ ثواب ہیں | کہتا ہے ج جامعِ قرآں جناب ہیں
ح سے کھلا کے حامی روزِ حساب ہیں | حق اور حق نما ہیں حقیقت مآب ہیں

خ سے خود آشنا بھی خدا کی دلیل بھی
خیر العمل بھی، خادمِ حق بھی، خلیل بھی

کہتی ہے د داغِ دردِ نہاں علیؑ | دنیا کے اور دین کے ہیں درمیاں علیؑ
درِ علم کا علی درِ امن و اماں علیؑ | ذ اِس پہ دال ہے کہ ذبیحِ زماں علیؑ

ر کا یہ رمز ہے کہ رضی و رضا کہو
ز کہہ رہی ہے صاف زبانِ خدا کہو

ہیں س سے یہ سرورِ دیں سیّد و سعید | ساقی، سمیِّ حق، سرِ پیغمبرؐ مجید
کہتا ہے شینِ شرع کہ یہ شاہد و شہید | گر شیر ہے شجاع تو شمشیر ہے شدید

بولا یہ ص مجھ کو بھی صدیق یاد ہے
دی وحی نے صدا کہ ہمارا بھی صاد ہے

کہتا ہے ض ضیغمِ رب، ضامنِ جہاں | طا سے طہور و طیب و طاہر ہیں بیگماں
ظا سے ظہورِ حق ہیں، ظہیرِ شہِ زماں | ہے ع سے عبودیت و عبدیت عیاں

عابد ہیں اور عبیدِ شہِ مشرقین ہیں
عینِ خدا رسولؐ کے یہ نورِ عین ہیں

غل ہے یہ غ کا کہ یہ غالب ہیں بے غلو | کہتی ہے ف فہیم سنیں میری گفتگو
فاروق سے ہلو جو ہے فرقاں کی جستجو | ہے ق سے یہ قاسمِ جنت قباتے ہو

مضمون قاف قائل اوصاف ہو گیا
قدرت کا شور قاف سے تا قاف ہو گیا

کہتا ہے ک کامل و کرّار پہ فدا | ہے ل کی زبان پہ لا سیف ولا فتا
مقصود میم مطلب و مطلوب مصطفٰےؐ | ہیں ن سے یہ ناصرِ حقؐ داوٗ سے وفا

ہ سے ہدایتوں کے ہوا خواہ ہیں علیؑ
ی سے ہے یہ یقیں کہ یداللہ ہیں علیؑ

چہرہ ریاض خلد ہے گیسو شمیم خلد
ہر سانس باغ شرع نبی میں نسیم خلد
شام و سحر ریاض کا ثمرہ نعیم خلد
نانِ جویں بکام و دہن اور قسیم خلد
دل آئنہ ہے، خاک پہ گو محو خواب ہیں
لاکھوں ہیں خاکسار یہ اک بوتراب ہیں

بار فروتنی جو ہے شانہ لیے ہوئے
رخت کہن ہے شان شہانہ لیے ہوئے
دنیا کی رونقیں ہے زمانہ لیے ہوئے
یہ علم اور عمل کا خزانہ لیے ہوئے
کردار میں جو بعد نبی بے نظیر ہیں
باوصف فقر آپ جناب امیر ہیں

کیا پوچھتے ہو کیا نہ دیا شہ نے کیا دیا
نام خدا بنامِ خدا گھر لٹا دیا
کیا غم جو ان کا فیض جہاں نے بھلا دیا
خالق نے تو عطا کا صلہ ھَلْ اَتیٰ دیا
خالی ہے زر سے ہاتھ مگر دستگیر ہیں
دل کے امیر ہیں تو جناب امیر ہیں

مخلوق نور شمع حقیقت نمائے خلق
راہ نجات دائے سے حق کی برائے خلق
یاں زندگی کے دور میں حاجت روائے خلق
مرنے کے بعد قبر میں مشکل کشائے خلق
پوچھو اگر وہ کون ہیں جو دستگیر ہیں
مردے پکار اٹھیں کہ جناب امیر ہیں

حق کے ولی تو والی اہل ولا علیؑ
شمع حرم امام امم مرتضیٰ علیؑ
علم نبی کے در شہ خیبر کشا علیؑ
ایسے فتیٰ علی کہ شہ لافتا علیؑ
گر تذکرہ ہو، کون شہ قلعہ گیر ہیں
رن بول اٹھے کہ صرف جناب امیر ہیں

رہبر علی صراط علی رہ نما علی
مولا علی امام علی پیشوا علی
کشتی علی نجات علی ناخدا علی
مشکل کے وقت خلق کے مشکلکشا علی
پیروں کے دستگیر نبی کے وزیر ہیں
عالم فقیر ہے یہ جناب امیر ہیں

حق گو سکوت میں ہیں کہ اللہ کیا کہیں — خیبر کشا کہ خلق کا مشکل کشا کہیں
ہم وہ بشر نہیں ہیں کہ حق کے سوا کہیں — حق ہی کہیں گے ہم تو نصیری خدا کہیں
جو نام آپ کا ہے وہی کبریا کا نام
بعد از نبیؐ یہ فرد ہیں۔ آگے خدا کا نام

جنت کے پھول ہیں گل پُرخار یہ نہیں — بچپن میں بھی بتوں کے پرستار یہ نہیں
یوسف کی طرح زینت بازار یہ نہیں — کرار ہیں نبرد میں فرار یہ نہیں
"موڑا نہ رُخ کبھی اسد ذوالجلال نے
دیکھی ہے ان کی پشت فقط ان کی ڈھال نے"

اللہ رے مناقب استاد جبرئیل — وحدت کا اک ثبوت رسالت کی اک دلیل
جنت کی یہ سبیل تو رحمت کی سلسبیل — مسجد میں یہ ذبیح تو کعبے میں یہ خلیل
نکلا حرم سے رازِ خفی کھولتا ہوا
یہ معجزہ رسولؐ کا ہے بولتا ہوا

آدم سے تا مسیح ہوئے جتنے اولیا — عقدہ کشا ہیں سب کے علی۔ شانِ کبریا
کس نے نہیں سنا ہے یہ بچپن کا ماجرا — اک روز نوش کرتے تھے خرمے شہ ہدا
ناگاہ صورت گل بے خار ہنس دیے
سلماں پہ تخم پھینک کے اک بار ہنس دیے

سلماں کو کچھ تو آئی ہنسی اور کچھ عتاب — بولے خطا معاف شہ آسماں جناب
پیروں سے یہ مزاح، خطا کیجیے یا صواب — ہنس کر کہا علی نے کہ ہم خرما ہم ثواب
بوڑھوں کے ساتھ بچوں کا ہنسنا بُرا نہیں
غنچے سحر کے ساتھ میں ہنستے ہیں یا نہیں

گو آپ کی بزرگیوں کا اعتقاد ہے — عین الیقیں ہیں آپ، ہمارا بھی صاد ہے
فخر اس پہ ہے کہ عمر مبارک زیادہ ہے — کچھ ماجرائے وادیٔ ارژن بھی یاد ہے
بے خود ہوئے تھے اپنے مقدر کے پھیر سے
اس روز تم کو کس نے بچایا تھا شیر سے

کچھ جانتے ہو کون وہ روشن ضمیر تھا    راکب نہ تھا ہزبرِ خدائے قدیر تھا
خالق کا ہاتھ خلق کا وہ دستگیر تھا    اے پیرِ بے نظیر وہ یہ ہی صغیر تھا
واں تھے تمہاری جان کے لالے پڑے ہوئے
اس طفل کے طفیل میں اتنے بڑے ہوئے

گھبرا کے بولے حضرت سلمانِ ذی شعور    مولا معاف کیجیے اس پیر کا قصور
بعد اس کے کیا ہوا، یہ بیاں کیجیے حضور    کیسے میں ہاتھ ڈال کے بولا خدا کا نور
اسرارِ کبریا میں تردد نہ کیجیے
گلدستہ آپ نے جو دیا تھا۔ یہ لیجیے

سلمان فارسی نے کہا۔ مرحبا علی    مشکل کشا تمہیں ہو یہ راز اب کھلا علی
تم کشتیِ حیات کے ہو ناخدا علی    سوکھے نہ گل، نیا یہ شگوفہ ہے یا علی
حق نے جو بندۂ شہِ ذیشان بنا دیا
سلماں کو اس شرف نے سلیماں بنا دیا

ذاتِ خدا کے آئنہ منجلی علی    وارث رسولؐ کے تو خدا کے ولی علی
کعبے کا نور، عرش کی شمعِ جلی علی    یاں بھی علی علی ہیں وہاں بھی علی علی
بندے تو ہیں، خدا کے مگر رازداں بھی ہیں
یہ ہمسرِ لامکاں بھی، مہرِ لامکاں بھی ہیں

صلِّ علیٰ فضائلِ مولائے روزگار    جانِ خلیل، بت شکنی کے اجارہ دار
اس رابطے سے دوشِ محمدؐ کے شہسوار    دستِ خدائے پاک۔ قسیمِ بہشت و نار
مولا کو اختیار عذاب و ثواب ہے
اعدائے بوتراب کی مٹی خراب ہے

صورت وہ بے مثال کہ قدرت کی عکس ریز    سیرت وہ لاجواب کہ جاں بخش و عطر بیز
خائف دمِ نماز۔ قوی دل دمِ ستیز    وہ نام جس کا تابعِ مہمل بھی وجد خیز
جیسے کہیں بگاڑ کے۔ دل وِل، کلی ولی
یہ نام یوں بگڑ کے بھی ہوگا، علی ولی

منزل علی کی قولِ نبیؐ سے ہے آشکار — یعنی علی کی بات بھی ہے وحیِ کردگار
فرمایا راجعون جو مولا نے ایک بار — فوراً کتاب پاک میں آیا۔ بہ افتخار
مقبول کبریا، سخن نیک ہو گیا
قولِ علی، کلامِ خدا، ایک ہوگیا

روشن علی کے دم سے ہوا مصطفٰےؐ کا نام — شاہد ہے حرب وضربِ امامِ فلک مقام
اک وقت مصلحت سے نہ کھینچیں اگر حسام — ایسے قعود میں بھی، شریعت کا ہے قیام
صلح وجہاد شرع کی حد میں تمام ہے
حق کی مشیت اِن کی سیاست کا نام ہے

خُلقِ نبی بھی ہیں، اسد ذو الجلال بھی — کعبے کے چاند۔ دینِ خدا کا کمال بھی
محبوب کردگار کا جوہر بھی لال بھی — مسند نشیں بھی خویش بھی بھائی بھی آل بھی
تنہا کبھی ہیں اور کبھی زہراؑ سمیت ہیں
کعبے میں ہوں کہ گھر میں رہیں اہل بیت ہیں

یہ اوج یہ وقار کسی کو کہاں مِلا — ان کو خدا سے نام نبیؐ سے نشاں مِلا
یہ بھی جہاں مِلا انھیں وہ بھی جہاں مِلا — چھوڑا جو لامکاں تو خدا کا مکاں مِلا
مختارِ کارخانۂ ربِّ عباد ہیں
کیونکر یہ اعتبار نہ ہو، خانہ زاد ہیں

آفاق میں ولادتِ حیدر کی دھوم ہے — اَرواحِ انبیا کا حرم میں ہجوم ہے
ذروں میں بھی فضائے ریاضِ نجوم ہے — بیتِ خدا میں آمدِ بابِ علوم ہے
کعبے کے بُت سجود میں ہیں سر رکھے ہوئے
سب بت پرست دل پہ ہیں پتھر رکھے ہوئے

آمد جو رازدارِ خفی و جلی کی ہے — اپنی زبان میں یہ صدا ہر کلی کی ہے
دیکھو خدا کے گھر میں ولادت ولی کی ہے — اب تو یہ کھل گیا کہ خدائی علی کی ہے
ہمنامِ کردگار ہیں حق کے ولی علی
چاہے خدا کہو، چاہے علی علی

جلوے میں وہ حرم کی زمیں غیرتِ فلک
بطحا میں وہ جماعتِ انس و جن و ملک
تنکے میں بھی وہ ضو کہ فدا حور کی پلک
کون و مکاں کے نور کی تا لامکاں جھلک
یہ ضو ہے آمدِ شہِ گردوں مقام سے
مکے میں روشنی نظر آتی ہے شام سے

وہ معرفت کا رنگ ہر اک رنگ سے جلی
ڈوبی ہوئی وہ رنگِ حقیقت میں ہر کلی
مرغانِ خوشنوا کی شگفتہ کلی کلی
یا ہو کا غل کہیں، کہیں شورِ علی علی
لے کر علی کا نام کلی جو چٹک گئی
مٹی بھی بوتراب کی بو سے مہک گئی

وہ شاہدانِ ناز جو ہیں محوِ بے نیاز
وہ طائروں میں نغمۂ تسبیحِ کارساز
اشجار صف بصف کہ پڑھیں شکر کی نماز
بہرِ قنوت شاخ کا دستِ دعا دراز
پودے قیام میں تو جبل سب قعود میں
بکھرے ہیں جتنے پھول گرے ہیں سجود میں

پودوں کی ہر روش وہ منظم کہ واہ وا
سبزے پہ وہ شباب کا عالم کہ واہ وا
پھولوں پہ وہ تقاطرِ شبنم کہ واہ وا
موتی برس رہے ہیں جھما جھم کہ واہ وا
گویا وہ مینہ نہیں ہے دُرِ شاہوار کا
جوبن ٹپک رہا ہے عروسِ بہار کا

زہرہ ریاضِ چرخ میں رشکِ چمن بنی
گل اس قدر کھلے کہ فضا گلبدن بنی
پھولوں کی چاندنی سے زمیں سیمتن بنی
شاخوں کی ٹیڑھی ترچھی روش بانکپن بنی
نافہ جو کھل گیا ہے گلوں کی شمیم کا
مہکا ہوا ہے عطر سے دامن نسیم کا

وہ ڈالیوں کا رقص وہ مستی وہ بانکپن
چم خم میں تیغ ناز ادا میں نئی دلھن
غنچوں کی ضو سے سرد وہ انجم کی انجمن
بلبل وہ باغ باغ وہ خوشبو چمن چمن
آمد جو باغِ دہر میں نورِ جلی کی ہے
روشن کلی کلی سے تجلی علی کی ہے

جلوہ ہے دور تک جو فضاؤں میں آس پاس — اُبھرے ہیں دید کو شجرِ معرفت اساس
محوِ بہارِ خلد ہے رضوانِ حق شناس — نہروں کو تازہ آبِ رواں کا دیا لباس
دم میں سجا کے برگ و گلِ بے مثال کو
پھولوں کے ہار بانٹ دیے ہر نہال کو

لکھا ملائکہ کے پروں پر علی علی — سینوں پہ پہلوؤں پہ سروں پر علی علی
پھولوں پہ گلشنوں پہ گھروں پر علی علی — فردوس کے تمام دروں پر علی علی
نعرے علی علی کے جو ہیں اہلِ ہوش میں
کوثر چھلک رہا ہے محبت کے جوش میں

ہاں ساقیا کدھر ہے صراحی شتاب لا — ہے جوش میں نسیمِ جناں سے گلاب لا
شایانِ شان دوستیِ بوتراب لا — قرآن جس میں حل ہو وہ طاہر شراب لا
بھر دے مے نشاط سے کاسہ فقیر کا
میں حال پڑھ رہا ہوں جنابِ امیر کا

آیاتِ پاک جس کا ہیں مینا وہ مے پلا — دل مصطفیٰؐ کا جس کا ہے شیشا وہ مے پلا
جو حاصلِ کتاب ہے گویا وہ مے پلا — کوزے میں جس کے بند ہے دریا وہ مے پلا
وہ پاک مے جو علم و عمل کا زُلال ہے
جو بھی اسے حرام کہے خوں حلال ہے

جو عشقِ پنجتن کا ہے ساغر وہ جام دے — پانچوں نمازیں جس سے موقر وہ جام دے
پیتے تھے روز جس کو پیمبرؐ وہ جام دے — کندہ ہے جس پہ سورۂ کوثر وہ جام دے
وہ مے جو رزقِ خاص ہے اہلِ غدیر کا
پیتے ہیں نام لے کے جنابِ امیر کا

وہ مے کہ جس کی حد میں ازل اور ابد تمام — مستی تمام عمر رہے بے خودی مُدام
وہ بادۂ سرور وہ صہبائے لالہ فام — آلِ نبی کی بزم میں چلتے ہیں جس کے جام
اُن کی بچی کھچی بھی ہے رندوں کے کام کی
مل جائے بھیک ساقیِ کوثر کے نام کی

جو زاہدوں کو رند بناتی ہے وہ شراب — رندوں کے جو گناہ مٹاتی ہے وہ شراب
تطہیر جس کا جوہرِ ذاتی ہے وہ شراب — جو شیخ جی کو خون رلاتی ہے وہ شراب
جس میں مزہ حیات کا لذّت نجات کی
جو زوجِ فاطمہ کو سند ہے برات کی

وہ مے کہ جس کی اہلِ ولا جستجو کریں — وہ مے کہ جس کی حور و ملک آرزو کریں
وہ مے کہ جس کی دُرِ نجف آبرو کریں — وہ مے کہ جس سے ساقیِ کوثر وضو کریں
زاہد پکار اُٹھے کہ شریعت کا طور ہے
یہ جام چل رہا ہے کہ قرآں کا دور ہے

ہاں ہاں وہی وہی کرمِ ذوالمنن کی مے — بزمِ ولا کا پھول وِلا کے چمن کی مے
رحمت کا جام، حق کا سبو، پنجتن کی مے — احمد علی بتول و حسین و حسن کی مے
اِس مے سے جو پھرے وہ ابوجہل ہو گئے
سلمان فارسی نے جو پی اہل ہو گئے

وہ مے کہ جس کی موج کے جلوے جلی جلی — باغِ ولا کی جس سے معطّر کلی کلی
ہو، حق کے بدلے رند کہے جب ولی ولی — مینا بھی غُل مچائے کہ قُل قُل علی علی
لکھوں وہ حال جام کا مُنہ چوم چوم کے
خود مصطفےٰ درود پڑھیں جھوم جھوم کے

وہ مے، ازل میں سب نے جو علمِ خدا میں پی — دنیا میں آئے کعبۂ ربِّ ہدا میں پی
پھر شوق سے مدینۂ خیر الورا میں پی — میخانۂ نجف کی سہانی فضا میں پی
یہ خاص مے جو نعمتِ آلِ رسول ہے
اِس کا نسیمؔ کے لیے تلچھٹ بھی پھول ہے

ساقی، حریصِ کوثر و طوبیٰ نہیں ہوں میں — زاہد کی طرح مکر کا پتلا نہیں ہوں میں
کافی ہو ایک جام وہ پیاسا نہیں ہوں میں — مجلس بھی میرے ساتھ ہے تنہا نہیں ہوں میں
ساقی تجھے قسم ہے رسولِ قدیر کی
رکھ دے سبیل بادۂ خُم غدیر کی

عالم بقدر ظرف ہے سرشار ساقیا ایسی فضا میں ضبط ہے دشوار ساقیا
کیونکر نہ مست ہوں ترے میخوار ساقیا خود وجد میں حرم کی ہے دیوار ساقیا
اینٹوں کے دل میں راز جو پنہاں تھے سب کھلے
ساقی کی بو جو پائی تو کعبے کے لب کھلے

آئی ندا کہ سایۂ ابر کرم میں آؤ ہاں اے در علوم کی مادر۔ حرم میں آؤ
رحمت کا در کھلا ہے۔ بڑھو۔ ایک دم میں آؤ دست خدا تو ساتھ ہے بیت الصنم میں آؤ
بت آج بت شکن کی حقیقت تو دیکھ لیں
قرآں سے پہلے نور کی صورت تو دیکھ لیں

حیراں تھیں فاطمہ کہ حرم میں کدھر سے آئیں دیوار کہہ رہی تھی کہ بی بی ادھر سے آئیں
اوروں کے واسطے ہے کہ آئیں تو در سے آئیں لیکن جو اہل بیت ہیں چاہے جدھر سے آئیں
اللہ منتظر ہے توقف نہ کیجیے
گھر آپ کا ہے آپ تکلف نہ کیجیے

داخل ہوئیں یہ سن کے جو تھیں مادر ولی مثل قمر جدار ملی کہہ کے یا علی
ماتھے پہ درد سے جو پسینہ تھا منجلی جنت سے جھومتی ہوئی ٹھنڈی ہوا چلی
دیکھا تو پھر شگاف کا وہ حال ہی نہ تھا
دیوار آئنہ تھی، کہیں بال ہی نہ تھا

بی بی جو تھیں امانت اکبر لیے ہوئے مریم بڑھیں خوشی سے نچھاور لیے ہوئے
حوا و ہاجرہ زر و گوہر لیے ہوئے سارا ریاض خلد کا عنبر لیے ہوئے
حرمت عیاں تھی۔ گو کہ تھا کعبہ غلاف میں
تھیں آسیا بھی بنت اسد کے طواف میں

بعثت کا ماہ جمعہ کا دن نور کا وفور کعبہ ضیائے دلبر عمراں سے رشک طور
روز سعید وقت اذاں ساعت سرور وہ تیرھویں کو چودھویں کے چاند کا ظہور
مثل قمر جو روئے دلآرا چمک گیا
خالق کے گھر نبی کا ستارا چمک گیا

تطہیرِ بیت کا جو یہ دل میں لیے تھے شوق — پھیرا بتوں سے منہ کو یہ فطری تھا ان کا ذوق
لات و ہبل جمائے تھے آسن جو تحت و فوق — لعنت کا بت شکن نے پنہایا گلے میں طوق
میں وارثِ خلیل ہوں۔ کھُل کر جتا دیا
جھوٹے خدا جو تھے انھیں پتھر بنا دیا

حوروں کا تین روز حرم میں رہا ہجوم — محو طواف بیت تھے مہر و مہ و نجوم
دیوار کے شگاف کی تھی چارسو جو دھوم — مکہ کے لوگ جمع تھے در پر علی العموم
تھا سب کو شوق، دلبرِ عمراں کی دید ہو
کعبے کے در سے چاند جو نکلے تو عید ہو

گویا رُخِ حضرت مشکل کشا کھُلا — حیدر پہ بابِ رحمتِ رب بڑا کھُلا
پھر بند تھا جو در تو پھر اک در نیا کھُلا — دیوار پھر خوشی سے کِھلی۔ راستا کھُلا
بنتِ اسد جو آئیں تو خیرہ نظر ہوئی
اک آفتاب لے کے سحر جلوہ گر ہوئی

بوجہل نے کہا کہ ابھی لے نہ جائیے — بنتِ اسد یہ چاند مجھے بھی دکھائیے
اس رشکِ ماہ کو متبرک بنائیے — پہلے بتوں کی خاک کا سرمہ لگائیے
سرمہ کا تذکرہ جو کیا روسیاہ نے
آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیے عین اللہ نے

سمجھا تھا وہ کہ ہاتھ لگانے کی دیر ہے — منہ پر طمانچہ کھایا تو بولا۔ دلیر ہے
وہ اس کے منہ پہ آئے جو دنیا سے سیر ہے — بنتِ اسد کا لال حقیقت میں شیر ہے
وہ دستِ چپ کی ضرب وہ مُنہ بدصفات کا
بچپن میں یہ بھی کھیل تھا اک بائیں ہات کا

رویت کے منتظر تھے ہزاروں فقیر و شاہ — لیکن علی نے ایک کے رُخ پر نہ کی نگاہ
آئے جو مصطفٰے تو چمکنے لگا یہ ماہ — آنکھیں تھیں گرچہ بند۔ بصیرت تھی بے پناہ
بوئے نبی جو آئی امامت کے پھول کو
دنیا میں آنکھ کھول کے دیکھا رسولؐ کو

منسوب ہے رضا سے روایت یہ معتبر یعنی امام کی ہے یہ پہچان سر بسر
پیدا ہو جب تو علم میں سب سے ہو بیشتر ہو حلم میں رسولؐ شجاعت میں شیر نر
آنکھوں سے حالت پس سر دیکھتا رہے
سوئے تو دل مثال نظر دیکھتا رہے

پیدا ہو جبکہ طیب وطاہر وہ باصفا کلمہ پڑھے زمین پہ سجدہ کرے ادا
خوشبو میں گل ہو۔ نور میں خورشید پر ضیا سارے یہ وصف حق نے علی کو کیے عطا
رخ آفتاب تھا تو پسینہ گلاب تھا
جس وقت منہ کھلا ہے تو گویا کتاب تھا

آیا بھی جو کلام نہ تھا وہ سنا دیا رخ سے رموز غیب کے پردہ اٹھا دیا
در نجف نے علم کا جوہر دکھا دیا حق کے مکاں میں حق امامت جتا دیا
حسن اپنا ان کے رخ میں پیمبر جو پاتے تھے
قرآں یہ پڑھ رہے تھے وہ صورت ملاتے تھے

دل کہہ رہا تھا دیکھ کے آغاز بوتراب یہ ان کا بچپنا ہے تو کیا ہوگا پھر شباب
اس گل کو پرورش کے لیے کرکے انتخاب آغوش میں نبیؐ نے رکھا صورت کتاب
گودی میں مصطفےٰ کی پلے اور بڑے ہوئے
قائم ہوئی نماز علی جب کھڑے ہوئے

یوں محو تربیت میں جو خیر الوریٰ ہوئے طفلی ہی میں یہ بادشہ اولیا ہوئے
بیعت سے مصطفےٰ کی جو حق تک رسا ہوئے نو دس برس کی عمر میں دست خدا ہوئے
ضیغم بنا دیا جو محمدؐ نے پال کر
دی حق نے تیغ فتح کے سانچے میں ڈھال کر

دکھلائیں معرکوں میں وہ زور آزمائیاں جیتیں عدو سے بدر و احد کی لڑائیاں
وہ ہمتیں وہ زور وہ قلعہ کشائیاں بازو بلند۔ شیر کی ایسی کلائیاں
بگڑے تو ظالموں کا مقدر الٹ دیا
الٹی جو آستیں در خیبر الٹ دیا

کیا کیا بیاں کریں صفت سرور جلیل
ہر مشغلہ ہے طینت اخلاص کی دلیل
روشن تجلیات عمل سے رخ جمیل
طاعت کی ان کو بھوک زیادہ۔ غذا قلیل
ان پر ہے ناز بندگی بے نیاز کو
دم ٹوٹنے لگا پہ نہ توڑا نماز کو

ایسا کسی کے دل میں کہاں عشق کردگار
طاعت میں تیغ کھا کے نہ فرق آئے زینہار
زخمی ہو اور نماز کا قائم رکھے وقار
دنیا میں دو اماموں کے سجدے ہیں یادگار
اک کربلا میں سجدۂ آخر حسین کا
اور اک سجود فاتحِ بدر و حنین کا

واحسرتا وہ تیغ ستم وہ علی کا سر
وہ ظلم وہ نماز جماعت وہ حق کا گھر
وہ رنج و اضطراب کی شب، حشر کی سحر
پیہم وہ جبرئیل کی فریاد عرش پر
افسوس اک شقی نے قیامت یہ ڈھائی ہے
مسجد میں روزہ دار کو مارا دوہائی ہے

فریاد جبرئیل تھی یا تیرِ بے صدا
دوڑے گھروں سے لوگ کھلے سر برہنہ پا
کلثوم نے بہن کو تڑپ کر یہ دی ندا
کچھ سن رہی ہو اے مری بہنا غضب ہوا
مسجد میں شاہِ جن و بشر قتل ہو گئے
زینب بہن۔ ہمارے پدر قتل ہو گئے

کلثوم نے تڑپ کے جو پیہم کیے یہ بین
سر اپنا پیٹنے لگیں زینب بشور و شین
ہمشیر کی صدا نے مٹایا جو دل کا چین
مسجد میں واں یہ کہہ کے تڑپنے لگے حسین
بابا چلو حرم میں کہ دکھیا کو کل پڑے
گھر سے کہیں تڑپ کے نہ زینب نکل پڑے

چونکے صدا حسین کی سن کر جو مرتضیٰ
کس پیار سے کہا کہ نہ رو میرے مہ لقا
ہاں اے حسن۔ حسین کو تسکین دو ذرا
روتے ہیں یہ تو عرش لرزتا ہے میں فدا
واحسرتا یہ پاس ہو شاہ حنین کو
ظالم رلائیں لاشِ پسر پر حسین کو

شبر نے دل کو تھام کے شبیر سے کہا — بابا کو اب اٹھایئے اے جان مصطفٰے
یہ سن کے بولے حیدر صفدر کہ میں فدا — بیٹا نماز پڑھ لیں ٹھہر جایئے ذرا
ہم ناتواں ہیں بار امامت اٹھایئے
اے مجتبیٰ نمازِ جماعت پڑھایئے

نائب کیا حسن کو شہ خاص و عام نے — مسموم کو امام بنایا امام نے
خود بیٹھ کر نماز پڑھی سب کے سامنے — جس طرح کربلا میں شہ تشنہ کام نے
ہمت یہ کس میں غیر امام حجاز تھی
مسجد میں آخری یہ علی کی نماز تھی

گرنے لگے جو ضعف سے مولائے مشرقین — گھر لے چلے حضور کو زہرا کے نور عین
بارہ پسر عقب میں رواں تھے بشور و شین — اس دم مری نظر میں پھرا لاشۂ حسین
گریاں تھی بے کسی جسد پاش پاش پر
خواہر نہ رونے پائی برادر کی لاش پر

حیدر کو گھر میں لائے جو زہرا کے گلعذار — زینب کے بین سن کے پکارے یہ بار بار
اے عاشق حسین نہ رو بہر کردگار — زہرا تری بکا سے تڑپتی ہیں میں نثار
ہر چند ضبط جوش محبت سے دور ہے
زینب تجھے تو صبر کی عادت ضرور ہے

قاتل کو باندھ لائے جو اصحاب مرتضیٰ — نظریں جھکا کے حیدر کرار نے کہا
جلد اس کے ہاتھ کھول دو اے سبط مصطفیٰ — انصاف کا مقام ہے اے چرخ کج ادا
حکم علی سے کھل گئے اہل ستم کے ہاتھ
اور کربلا میں شمر نے باندھے حرم کے ہاتھ

وہ زہر کا اثر وہ سر پاک پر ورم — بیوہ کی فکر، فرقت اولاد کا الم
ہر چند دل میں تاب و تواں ہے نہ تن میں دم — اب بھی وہی سخا ہے وہی ہمت و کرم
آیا جو شیر سرور عادل کے واسطے
بھجوا دیا حضور نے قاتل کے واسطے

افسوس جس سخی نے یہ پاس خدا کیا — قاتل کو اپنے شیر کا ساغر عطا کیا
پوتے سے اس کے امتِ بدیں نے کیا کیا — احسان بوتراب کا کیا حق ادا کیا
دنیا سیاہ ہوگئی شہ کی نگاہ میں
اصغر کو خوب شیر ملا قتل گاہ میں

زہرا کے گھر عزائے جناب امیر ہے — خود بے قرار روح رسولؐ قدیر ہے
اب شاہ بھی مہِ رمضاں بھی اخیر ہے — کیونکر علاج ہو مرا مولا فقیر ہے
دنیا کے شاہِ دیں کے سرتاج ہیں علی
عسرت یہ ہے دوا کو بھی محتاج ہیں علی

اکیسویں کی رات قیامت کی رات تھی — سادات پر بلا کی مصیبت کی رات تھی
محشر کی صبح تھی کہ شہادت کی رات تھی — بیٹوں سے بوتراب کی رخصت کی رات تھی
کہتے تھے دل دونیم ہے ایسا خطر ہے آج
بے زادِ راہ خلق سے اپنا سفر ہے آج

شبرؑ مرے یتیموں کو شفقت سے پالیو — تم اپنے نانا جان کے گھر کو سنبھالیو
شبیر پر بلا کوئی آئے تو ٹالیو — دیکھو کڑی نگاہ بھی اس پر نہ ڈالیو
اس کا لحاظ چاہیئے تم کو کہ خورد ہے
بیٹا مرا حسین تمہارے سپرد ہے

اے میرے جانشیں مرے دلدار الوداع — اے نور عین احمدؐ مختار الوداع
سونپی تمھیں رسولؐ کی سرکار الوداع — لو لے حسینِ بیکس و ناچار الوداع
شبر - جو میرے دوست ہیں ان سب سے ہوشیار
مظلومِ کربلا - مری زینب سے ہوشیار

امّ البنین جو بیٹھی تھیں غم سے جھکائے سر — عباس ان کے پاس کھڑے تھے بچشم تر
بولے علی یہ بیٹے کے اشکوں کو دیکھ کر — بابا کے غم میں رو نہ مرے غیرت قمر
اب سرپرست فاطمہ کے نور عین ہیں
عباس آج سے ترے بابا حسین ہیں

یہ کہہ کے غم سے حال جو ہونے لگا تغیر — بستر پہ اٹھ کے بیٹھ گئے شاہ دستگیر
بولے حسین سے یہ امام فلک سریر — بیٹا بڑا الم ہے کہ عباس ہے صغیر
اب آپ کے سپرد مرا لالہ فام ہے
بھائی نہ جانیو یہ تمہارا غلام ہے

ہمارے تو گھر کے مالک و مختار ہیں حسن — دو خدمتی ہیں آپ کے۔ اک بھائی اک بہن
ہر دم رہیں یہ ساتھ، مصیبت ہو یا محن — اک دن یہ کام آئیں گے اے میرے گلبدن
لو آج اپنے ہاتھ سے توقیر دو انھیں
اُن کو نشان چادر تطہیر دو انھیں

غل پڑ گیا رسولؐ عرب کا نشان لاؤ — آیا علم تو بولے کہ عباس لو اٹھاؤ
اونچا کیا نشاں تو کہا لے حسین جاؤ — مشکیزہ لا کے اب انھیں سقا بھی تم بناؤ
کیا زیب دے گی مشک ہمارے نشان کو
ہم بھی تو دیکھیں اپنے بہشتی کی شان کو

سقا بنا چکے جو انھیں شاہِ کربلائؑ — پھر شیر حق نے چادر خیر النساؑ منگائی
خواہر کے سر پہ حضرت شبیر نے اوڑھائی — کیا جانے کس خیال سے رقت علی کو آئی
کیا شے پھری نظر میں کہ نقشہ بدل گیا
بیٹی کو دیکھا یاس سے اور دم نکل گیا

غل پڑ گیا کہ سید ابرار مر گئے — تو جانشین احمدؐ مختار مر گئے
دین رسولؐ پاک کے سردار مر گئے — ماتم کرو کہ حیدر کرار مر گئے
روئیں جو بیٹیاں تو پسر پیٹنے لگے
عباس دونوں ہاتھوں سے سر پیٹنے لگے

کیونکر بیان کیجیے وہ حشر کا سماں — بیٹے اِدھر تڑپتے تھے اُس سمت بیٹیاں
ہر سو کہیں بکا کہیں شیون کہیں فغاں — بکھرا کے بال زینب مضطر کا یہ بیاں
بابا اخیر شب میں تہیہ کدھر کیا
ہے ہے مہ صیام میں عزم سفر کیا

لوگو کوئی بتاؤ کہ حیدر کدھر گئے
بابا مجھے نہ ساتھ لیا کوچ کر گئے
روزے پہ روزہ رکھ کے جہاں سے گزر گئے
نانا کے بعد غم یہ اٹھائے کہ مر گئے
چھوٹے سے سن میں مجھ پہ بڑے پیچ پڑ گئے
نانا بھی اماں جان بھی تم بھی بچھڑ گئے

بیٹی کو پھر گلے سے لگا لو تو جانیو
زین العبا کے طوق بڑھا لو تو جانیو
صحت تو ہو چلی ہے نہا لو تو جانیو
بابا نماز عید پڑھا لو تو جانیو
کیوں چپ ہو اے امام حجازی جواب دو
در پر پکارتے ہیں نمازی جواب دو

خاموش اے نسیم قیامت کا وقت ہے
سبطین مصطفٰی پہ مصیبت کا وقت ہے
کنبے سے بوتراب کی رخصت کا وقت ہے
یہ آخری علی کی زیارت کا وقت ہے
تیار ہو چکا ہے کفن دستگیر کا
تابوت اب اٹھے گا جناب امیر کا